Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اختر الایمان کا فکری اسلوب

ڈاکٹر عائشہ مقصود

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Akhtar ul Iman, a trailblazer in modern Urdu poetry, chose nazm over the more popular ghazal. His language, often described as "coarse and unpoetic," serves a purpose: to convey messages effectively and realistically. Iman's verses grapple with the conflicting choices faced by humanity, navigating the delicate balance between opposing paths. His work stands apart from contemporaries, characterized by highly individualistic themes, style, and language. As a pioneer of modernism in Urdu, he resisted ideological regimentation, portraying character and experience in colloquial terms. Through his nazms, Iman explored existential dilemmas, societal issues, and love. His poetic canvas captures both the ordinary and the extraordinary, inviting readers to contemplate life's intricacies. In summary, Akhtar ul Iman's poetry transcends conventions, inviting us to ponder the human condition through his unfiltered lens.

Keyword:

akhtar ul Iman, societal issues, individualistic style, Urdu poetry, humanity,

ادب کسی فرد کی اضطراری کیفیت کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ مسلسل غور و فکر کا متقاضی ہوتا ہے۔ ادیب یا شاعر ایک مفکر کی طرح روزمرہ کے مشاہدات سے حقائق اخذ کرتا ہے جیسے شہد کی مکھی مختلف پھولوں سے رس چوستی ہے۔ ان حقائق پر اس کے جذبہ آمیز تخیل کا عمل ہوتا ہے حتیٰ کہ یہ مجرد حقائق و افکار محسوس صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اختر الایمان اپنے تخلیقی عمل کی وضاحت اپنے مجموعہ کلام

"یادیں" کے آغاز میں کچھ اس طرح کرتے ہیں:

"جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اس وقت نہیں لکھا جب ان تجربات اور محسوسات کی منزل سے گزر رہا تھا
انہیں اس وقت قلم بند کیا ہے جب وہ تجربات اور محسوسات یادیں بن گئے تھے"

(دیباچہ: یادیں)(۱)

اختر الایمان کی شاعری مشین میں ڈھلی ہوئی شاعری بھی نہیں بلکہ ایک ایسے۔ انسانی ذہن کی تخلیق ہے جو دن رات بدلتی ہوئی سیاسی، معاشی اور اخلاقی قدروں سے دوچار ہوتا ہے جو اس معاشرے میں زندہ ہے جسے مثالی نہیں کہا جا سکتا، جہاں عملی زندگی اور اخلاقی قدروں میں ٹکراؤ ہے، تضاد ہے۔ جہاں انسان کا ضمیر اس لیے قدم قدم پر ساتھ نہیں دے سکتا کہ زندگی ایک سمجھوتے کا نام ہے۔ اور سماج کی بنیاد اعلیٰ اخلاقی قدریں نہیں، مصلحت ہے۔ لیکن ضمیر کو اس لیے نہیں چھوڑا جا سکتا کہ اگر انسان محض حیوان ہو کر رہ گیا تو پر اعلیٰ قدر کی نفی ہو جائے گی۔ اختر الایمان دوسرے تخلیق کاروں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ زندگی کے تجربات سے فرار کے بجائے ان کا سامنا کرتے ہوئے دوسروں کو بھی اس میں شریک کریں۔

کیوں نہیں لکھتے ان حقائق پر
جن کا دامن لہو سے بھیگا ہے

یہ ہیں اور ایسی ڈھیر سی باتیں
جن سے گزرے، چھوا ہے، چکھا ہے
ہم فراموش کرتے رہتے ہیں
آپ ہی خود سے ڈرتے رہتے ہیں

(گریز)(۲)

اختر الایمان زندگی کی حقیقتوں کے اظہار کے لیے تخلیقی زبان یا دوسرے لفظوں میں زبان کے تخلیقی استعمال کے قائل ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح کائنات فرد معاشرہ ہر لحظہ تبدیلی اور ارتقا کے عمل سے گزرتا ہے اسی طرح زبان وبیان کا عمل بھی ایک مکمل حرکی عمل ہے۔اور مرد اور معاشرے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ زبان وبیان کے پیٹرن بھی بدلتے رہتے ہیں۔ایک حقیقی تخلیق کار جہاں قاری کے لیے لکھتے ہوئے قابل فہم زبان استعمال کرتا ہے وہاں استعاروں اور تشبیہوں میں ندرت کی روح بھی پھونکتا ہے۔نئے الفاظ وتراکیب بھی تراشتا ہے پرانے اسالیب مالیت میں گراں قدر اضافے بھی کرتا ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ زبان وبیان کو معاصر فکر واحساس کی وسعتوں سے ہم آہنگ کردے۔اختر الایمان معاصر شاعری میں اس کمی کو محسوس کرتے ہیں اور انہیں اپنی انفرادیت کا بھی شعور ہے۔

معانی اور لفظوں میں وہ رشتہ اب نہیں باقی
لغت الفاظ کا اک ڈھیر ہے لفظوں پہ مت جانا
نیا آہنگ ہوتا ہے مرتب لفظ و معنی کا
میرے حق میں ابھی کچھ فیصلہ صادر نہ فرمانا
میں جس دن آؤں گا تازہ لغت ہمراہ لاؤں گا۔۔۔۔۔

(نیا آہنگ)(۳)

زبان کے تخلیقی استعمال کی اہمیت کے حوالے سے رسول حمزہ توف کا کسی قدر طویل بیان دیکھتے چلیے ان کا موقف ہے کہ ایک ادیب کے لیے زبان کی وہی حیثیت ہے جو کسان کے لیے فصل کی ہوتی ہے۔ہر بالی میں لاتعداد، دانے ہوتے ہیں اور بالیاں اتنی ہیں۔ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے لیکن اگر کسان کاہلوں کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا اپنی فصل کو ٹک ٹک دیکھتا رہے تو اسے ایک دانہ بھی نہیں مل سکتا۔گندم کی فصل تیار ہوجائے تو اسے کاٹنا چاہیے پھر گاہنا چاہیے، لیکن کام یہاں ختم نہیں ہوجاتا اس کے بعد بھوسا اڑا کر دانہ الگ کرنے کی منزل آتی ہے پھر دانہ پیسا جاتا ہے جس سے آٹا ملتا ہے،اب آٹا گوندھا جاتا ہے تب کہیں جا کر روٹی پکنے کی نوبت آتی ہے۔لیکن اس سلسلے میں غالباً اہم ترین بات جو یاد رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ روٹی کی ضرورت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔کسان ہمیشہ اچھے دانے بیج کے لیے محفوظ رکھتا ہے۔الفاظ سے کام لینے والا ادیب کسان ہی کی طرح ہوتا ہے اختر الایمان لفظ و معنی کی وحدت کا ادراک رکھتے ہیں۔ان کا کہنا ہے۔

> ''موضوع کے ساتھ زبان کا صحیح استعمال نہ ہو تو اس کی شدت اور شعری حیثیت میں کمی آجاتی ہے۔میں نے اظہار کو اکثر جگہ نارومانی اور کھردرا رکھا ہے۔۔۔یہ کھردری، شبہات سے پرے انتشار آمیز شاعری اس خلوص اور جزبہ محبت کے تحت وجود میں آئی ہے جو مجھے انسان سے ہے۔میں اس کے کرب ،اس کی شدت درد کو انتہا پر پہنچ کر محسوس کرتا ہوں۔۔۔''

(دیباچہ: یادیں)(۴)

اس شدت احساس کے نتیجے میں اختر الایمان کا وہ مخصوص لہجہ تشکیل پاتا ہے جس میں طنز کی کاٹ بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔اختر الایمان زندگی کے ہر شعبے میں بہتری کے خواہش مند ہیں لہذا وہ ہر شے کی موجود انحطاط کی تصویر کشی کرتے ہیں۔اس پر تنقید کرتے ہیں۔وہ ہر نوع کی استحصالی قوتوں اور ہر قسم کے دباؤ کو نمایاں کرتے ہوئے ان پر تبصرہ کرتے ہیں۔وہ صرف مظلوم سی کے حالات کیفیات سے بحث نہیں کرتے بلکہ وہ ظالم کے چہرے سے نقاب اٹھاتے ہیں اور اس کے دل کو بھی کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ایک ماہر طبیب علم افعال،اعضا اور جراثیم دونوں سے واقف ہوتا ہے وہ صحت اور مرض کی حالت میں انسانی افعال کا علم رکھتا ہے اور مہلک جراثیم کی زندگی اور افعال کا رازداں بھی ہوتا ہے۔اختر الایمان صرف انسانیت کے مقہور،دابے ہوئے اور لوٹے جانے والے طبقات کی تصویر کشی نہیں کرتے بلکہ قاہر اور لوٹنے والے طبقے کی بدکاریوں اور،سیہ قلبیوں کی عکاسی بھی کرتے ہیں اور اس کے لیے وہ طنز کا ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔یہاں یہ واضح رہے کہ طنز ایک ایسے باشعور حساس اور درد مند انسان کے ذہنی رد عمل کا نتیجہ ہے جس کے ماحول کو بے اعتدالیوں نے تختۂ مشق بنا لیا ہو۔اسی لیے ابتری اور انتشار کے دور میں طنز فروغ پاتا ہے۔اختر الایمان کے ہاں عصری آشوب کا ایک منظر ملاحظہ کیجئے۔

اس جہاں کا یہ نیئم ہے کہ بڑے چھوٹوں کو
ہضم کر جائیں بنالیں انھیں خوراک اپنی
کتنے ظلمات ہیں ظلمات کے بعد
جس نے آواز اٹھائی وہ ہوا نذرِ ستم
کو مسیحائی کو آیا رسن و دار ملی
ہر نیا دن نئی آفات کا مظہر ٹھہرا
صبح خوں کشتہ ملی شام سرافگار ملی

(میں۔۔ایک سیارہ)(۵)

میں پیمبر نہیں
دیوتا بھی نہیں
دوسروں کے لیے جان دیتے ہیں
سولی پاتے ہیں وہ
نامرادی کی راہوں سے جاتے ہیں وہ
میں تو پروردہ ہوں اسی تہذیب کا
جس میں کہتے ہیں کچھ اور کرتے ہیں کچھ

(میں:تمہاری ایک تخلیق)(٦)

ایسا معاشرہ جو ذاتی منفعت میں مبتلا ہو۔وہاں قول و فعل کی دوئی کا معاشرے میں در آنا معمولی بات ہے۔اختر الایمان محسوس کرتے ہیں کہ اس دوئی کا ایک سبب نظام تعلیم بھی ہے۔جس کے ذریعے کلچر اپنا تسلسل حاصل کرتا ہے۔معاشرہ اپنی دور رس بقا،خاندانی،گروہی اور قومی شناخت،ماضی و حال کے علمی،فنی،مہارتی حاصلات نئی نسل کو منتقل کرنے کے لیے تعلیمی نظام قائم کرتا ہے تاکہ نئی نسل سماج کے مختلف شعبوں میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد سماجی عمل میں مثالی کردار ادا کرسکیں۔قوموں کے زوال کے اسباب میں ایک اہم سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسا نظام تعلیم مرتب کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے قوموں کے نوجوان چند کتابیں تو پڑھ لیتے ہیں لیکن ان کی وہ صلاحیتیں نہیں ابھر پاتیں جن سے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے مسائل کو حل کیا جاسکے۔معاشرے کے دیگر تخلیقی عوامل کی تعلیم بھی ایک تخلیقی عمل ہے اور جس طرح ہر تخلیقی عمل ایک کلیت ایک وحدت کو پیدا کرتا ہے اسی طرح تعلیم کا تخلیقی عمل طالب ہم میں کلیت اور وحدت کو پیدا کرتا ہے یا کم از کم مثالی سطح پر اسے پیدا کرنا چاہیے۔برٹرینڈ رسل کا موقف ملاحظہ کرتے ہیں۔

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

''ہر زمانے میں تعلیم کے دو مقصد رہے ہیں یعنی کچھ معلومات اور اخلاق حسنہ کی تربیت، خوش و خرم دنیا کی تعمیر، تعلیم کے شعبہ میں ہمہ گیر انقلاب کے بغیر ممکن نہیں ہمیں اولین طور پر انسانی فطرت میں اصلاح کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں تعلیم موثر ترین ہتھیار ہے۔''(۷)

مشہور ماہر تعلیم ایس گورڈن کا موقف ہے کہ،

''تہذیب اور تعلیم کا قریبی تعلق ہے ایک لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تہذیب دختر تعلیم ہے کیونکہ کسی تہذیب کا وجود انسانی تجربہ کی لگاتار ترقی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ہمیں تہذیب کو قائم رکھنا ہے تو علم میں وسعت اور ترقی ہونا چاہیے ۔ اس طرح تعلیم کی حیثیت بنیادی ہے۔ جو تہذیب کی بالائی عمارت کو قائم کرنے کے لیے سہارا فراہم کرتی ہے۔''(۸)

اختر الایمان دیکھتے ہیں کہ تعلیمی اداروں میں جو کچھ پڑھایا پڑھا جاتا ہے جو لوگوں کی شخصیت ان کے مزاج کا حصہ نہیں بنتا۔ نتیجہ ظاہر ہے انسان حیوان کی سطح سے اوپر نہیں اٹھ پاتا۔

طالب علم مدرس مکتب کی دیواروں میں گھر کر بیٹھے
سقراط، ارسطو، رومی اور فلاطوں کو پڑھتے ہیں
گوتم، عیسیٰ اور محمد کا چرچا کرتے ہیں
اپنی تخلیقات کے صفحوں پر موتی سے جڑتے ہیں
آدرش انسان اعلیٰ قدروں کو نصب العین بناتے ہیں
لیکن جب مکتب سے باہر جاتے ہیں
چانکیہ، میکاولی
یا ان کے بھائی بندوں کی راہ پر چلنے لگتے ہیں

(بے نام جذبہ)(۹)

جنگ صفین، جمل، بدر کے قصوں
سیرت نبوی، ترک دنیا اور مولوی صاحب کے حلوے مانڈے میں کیا رشتہ ہے
برگد کے نیچے بیٹھو یا سولی چڑھ جاؤ
بھینسے لڑنے سے باز نہیں آئیں گے--------

(کالے سفید پروں والا پرندہ)(۱۰)

اختر الایمان رقم طراز ہیں۔ آج کا آدمی ٹوٹا ہوا آدمی ہے۔ انسان کے آدرش اور عملی زندگی میں اتنا بعد اور اتنی دوری آگئی ہے کہ بیچ کے خلا کو بھرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس خلا اور دوری نے انسان کو دو عملا اور دو فعلا بنا دیا ہے، غیر یقینی حالات نے انسان سے انسانیت چھین لی ہے، وہ اس میں خوش ہوتا ہے کہ اسے سچائی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اسے ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

اٹھاؤ ہاتھ کے دست دعا بلند کریں
ہماری عمر کا اک اور دن تمام ہوا
خدا کا شکر بجا لائیں آج کے دن بھی

Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

نہ کوئی واقعہ گزرا نہ ایسا کام ہوا
زبان سے کلمہ حق، راست کچھ کہا جاتا
ضمیر جاگتا اور اپنا امتحان ہوتا

(شیشہ کا آدمی)(۱۱)

میں ایسا بزدل ہوں جو ہر بے انصافی کو چپکے چپکے سہتا ہے۔
جس نے مقتل اور قاتل دونوں دیکھے ہیں
لیکن دانائی کہہ کر
اپنی گویائی کو گونگا کر رکھا ہے

(گونگی عورت)(۱۲)

اختر الایمان یہ سمجھتے ہیں کہ انسانی زندگی نہ تو خاموش ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ جھوٹے الفاظ سے نشوونما پا سکتی ہے بلکہ صرف سچے الفاظ سے ہی یہ پروان چڑھ سکتی ہے یعنی ایسے الفاظ جن سے انسان کائنات کو تبدیل کرتے ہیں۔ پال فریرے اس بارے میں کہتا ہے کہ، انسان کے طور پر وجود رکھنے کا مطلب ہے کائنات کو نام دینا اور اسے تبدیل کرنا۔ ایک دفعہ نام پانے کے بعد یہ کائنات اپنے نام دینے والوں کے لیے ایک مسئلہ بن کر ابھرتی ہے اور اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ مزید نام دیے جائیں۔ انسان کی نشو ونما خاموشی میں نہیں بلکہ لفظ اور کام۔۔۔ عمل اور غور و فکر میں ہوتی ہے۔

ادھر سے نہ جاؤ۔
ادھر میں نے اک شخص کو جاتے دیکھا ہے اکثر
جوانوں کو جو راہ میں روک لیتا ہے ان سے وہی باتیں کرتا ہے مل کر
جو سقراط کرتا تھا۔ یونان کے من چلوں سے
یقیناً اسے ایک دن زہر پینا پڑے گا! ''

(راہ فرار)(۱۳)

استعمار کی شکست کبھی خاموشی سے عمل میں نہیں آتی اس لیے کہ یہ افراد کو متاثر کرتی ہے۔ ان میں بنیادی تبدیلیاں آتی ہیں۔ کچھ اختر الایمان ان تماشائیوں کو جو اپنی لا معنویت کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں با معنی اداکاروں میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اور تاریخ کی عالی شان روشنی کی چمک دمک میں نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس سے انسانی حضرت کا وہ فطری آہنگ پیدا ہوتا ہے، جسے نئے لوگ بروئے کار لاتے ہیں۔ اختر الایمان ''سب رنگ'' میں بیل کی زبانی استحصالی رویوں، اداروں اور استحصال کرنے والے افراد کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔

ہم زمین کی روح لا کر دیں تجھے
اور تو بدلے میں اس کے دے ہمیں
ذلتیں جتنی بھی تجھ سے بن پڑیں
اور سمجھے ہم اسی کے اہل ہیں۔
اور جو تو نے لیا تیرا تھا حق
ہم کو سمجھائے کہ غربت دین ہے
اس خدائے عزوجل کی۔۔۔

(سب رنگ۔۔ تیسرا رنگ)(۱۴)

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اختر الایمان استحصال کے جاری رہنے کے اسباب کا تعین اور تجزیہ بھی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ظلم کرنا تو ناپسندیدہ سے ہی، ظلم سہنا بھی کم ناپسندیدہ نہیں۔اور استحصال کا شکار افراد کے حالات نہ بدلنے کا ایک بنیادی سبب واضح منصوبہ بندی اور نظم وضبط کا فقدان یہاں بھی ان کے لہجے کی تلخی برقرار رہتی ہے۔

یہی سبب ہے غلامی کا آپ لوگوں کی
نہ تربیت ہے نہ تنظیم کوئی آپس میں
جھگڑ رہے ہیں مگر جانتا نہیں کوئی
طریق کیا ہے کریں کسی طرح اسے بس میں
جو اپنا دشمن ماضی و حال مستقبل
نہ صرف آج ہے پہلے بھی تھا رہے گا بھی۔"

(سب رنگ۔۔۔تیسرا رنگ)(۱۵)

اختر الایمان جب اپنے ماحول کو پیش کرتے ہیں اور اسے بہتر بنانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو ایک سیاست داں کی طرح نہیں کرتے۔وہ جب افلاس و جہالت، بیماریوں اور ناکامیوں کا ذکر چھیڑتے ہیں تو کسی الیکشن لڑنے کی تیاری نہیں کر رہے ہوتے نہ کوئی سیاسی جماعت بنانے کے خواہش مند ہیں وہ تو ادب کے ذریعے صرف اس رشتے کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں جو ان کے اور قاری کے درمیان ہے۔جو خود زندگی اور ادب کے درمیان ہے گردو پیش میں پھیلے ہوئے زمینی حقائق سے وابستگی اور حقیقت کے گہرے شعور کا نتیجہ اختر الایمان کا مخصوص طنزیہ لب ولہجہ ہے۔

یہ دنیا تو ان شعلہ ساماں لوگوں نے آپس میں تقسیم کر لی
جو ہتھیار کی شکل میں رنج و غم ڈھالتے ہیں
گولہ بارود کے کارخانوں کے مالک ہیں
یا پھر ثنا خواں ہیں ان کے
ہمارے لیے صرف نعرے بچے ہیں
ہمارے لیے دیوتاؤں کے بت ہیں خدا کے فرامین ہیں اور عقبیٰ
جو بدرنگ ہے حال کی طرح اور کورے لٹھے کی بو سے بھری ہے۔۔۔۔

(میرا دوست ابوالہول)(۱۶)

ہزار بار ہوا یوں کہ جب امید گئی
گلوں سے رابطہ ٹوٹا نہ خار اپنے رہے
گماں گزرنے لگا ہم کھڑے ہیں صحرا میں
فریب کھانے کی جا رہ گئی، نہ سپنے رہے
نظر اٹھا کے کبھی دیکھ لیتے تھے اوپر
نہ جانے کون سے اعمال کی سزا ہے آج
یہ واہمہ بھی گیا سر پہ آسماں ہے کوئی۔۔۔۔ ۔"

(بے چارگی)(۱۷)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اختر الا یمان انسان کی تمام تر کمزوریوں، مجبوری و مقہوری کے باوجود اس سے مایوس نہیں ہوتے "اس آباد خرابے" میں لکھتے ہیں۔ میں ایک مدت سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ

"زندگی کا کوئی بڑا مقصد نہیں یہ زمین پر محض اتفاقی اور حادثاتی ہے اس زمین پر خیالات اور تصورات کا
جو بھی منصوبہ ہے وہ انسان کا پیدا کردہ ہے۔ وہ اپنی زندگی کو ایک مقصد دینا چاہتا ہے۔ اس کے لیے
مسلسل ادھیڑ بن میں مصروف رہتا ہے۔" (۱۸)

انسان کے اسی ارادے اور کوشش سے زندگی کا سفر آگے بڑھتا ہے۔ ترقی اسے اس سفر میں بے شک انسان کو خطرات اور ناکامیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے لیکن ہر صورت وہ اپنی روشن منزل کی طرف قدم بڑھاتا رہتا ہے۔ تہذیبیں مٹتی رہیں۔ تمدن دم توڑتے رہے۔ لیکن ترقی پرور اور حیات افروز روایات ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ ارتقا کے عمل کی مزاحمت کی جا سکتی ہے۔ اس کی رفتار کو سست کیا جا سکتا ہے لیکن کسی خاص مرحلے پر روک دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اختر الا یمان استحصالی اداروں کی بربریت کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کو۔۔۔۔ عام انسان کو مٹانا کسی کے بس کی بات نہیں

تمام عہد و فرامین خوردہ سال ہوئے
اگر ہے زندہ کوئی وقت کی طرح، یہ لوگ
یہ لوگ خامیاں جن کی ہیں تیرے دل کی جلن
یہ لوگ جن کو خدا بننے کی نہیں خواہش
یہ لوگ جن کی شب ماہ ہے نہ صبح چمن
یہ لوگ جن کی کوئی شکل ہے نہ تاریخیں

(کرم کتابی) (۱۹)

اختر الا یمان کا کمال یہ ہے کہ وہ ہمیں ایسے عالم میں لے جاتے ہیں جہاں ہم بغیر کسی دوسرے شخص کی تلقین ہے اور نصیحت کے معاشرے کے تمام حسن و قبح کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اور ہمیں یہ طے کرنے میں دیر نہیں لگتی کہ اس کے خد و خال کہاں تک بے ڈھنگے ہیں۔ اس مقصد کے لیے اختر الا یمان کہیں کہیں داستانوی رنگ اختیار کرتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی طنزیہ اسلوب غالب رہتا ہے۔ نظم "قبر" میں ایک نوجوان اپنے باپ کے مرنے پر جب آہ و بکا کرتا ہے کہ تم وہاں جا رہے ہو جہاں زندگی کی کوئی آسائش نہیں ہوگی جہاں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا تو ایک غریب کا بچہ باپ سے بے ساختہ پوچھ بیٹھتا ہے۔

پلٹ کے باپ سے پوچھا بہت ہی سادگی سے
ہمارے گھر لیے جاتے ہیں کیا انہیں بابا ؟

(قبر) (۲۰)

اس طرح "رویائے صادقہ" میں اختر الا یمان انسانی کردار میں موجود شیطنیت کو طنز کا نشانہ بناتے ہیں کہ شیطان نے خلیفہ الارض کی اہمیت اور زمین کی دلکشی دیکھتے ہوئے فرشتوں پر جادو سا کر دیا اور

فرشتوں کو بٹھا کر سامنے کی اسی لسانی
مذبذب ہو گئے سب چڑھ گیا شیطان کا پانی
کہے میں آ گئے سارے ملا تک مجلس شوریٰ

Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

فطانت اور چالاکی نے مقصد کر دیا پورا
نتیجہ یہ ہوا آدم وہیں جنت میں بیٹھا ہے
زمین پر آدمی کی شکل میں شیطان آیا ہے۔"

(رویائے صادقہ)(۲۱)

اختر الایمان کی شاعری کا مرکز و محور انسان ہے۔ جو اپنی معصومیت سے محروم ہو گیا ہے۔ جو انسانیت کے شرف کو کھو بیٹھا ہے۔ جو حیوانی سطح پر زندگی بسر کر رہا ہے جس کی منزل اس سے دور کر دی گئی ہے جو صدیوں سے منزل کے حصول کے لیے ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

کہیں روتے بھٹکتے پھر رہے ہیں ہر طرف ہر سو
غلاظت آشنا جھلسے ہوئے انسان کے پلے
یہ وہ ہیں جو نہ ہوتے کوکھ پھٹ جاتی مشیت کی
تمناؤں میں ان کی رات دن کھینچے گئے چلے

(پرانی فصیل)(۲۲)

اساطیر، فرمان رواؤں کے احکام اور صوفیا کی کرامت کے قصے
پیمبر کی دل سوزیوں کے مظاہر
قلم بند ہیں سب
انہیں ہم نے تہ خانوں کی کوٹھری میں منتقل کیا ہے
جہاں لڑکھڑاتے ہیں ان کی مدد لے کے چلتے ہیں آگے
مگر راستوں کا تعین نہیں ہے

(اپاہج گاڑی کا آدمی)(۲۳)

کیا یہی ہے جسے جمہور کا راج
کہتے ہیں لوگ مگر
جس میں جمہور کی آواز نہیں
کیا یہی ہے وہ شجر
جس کے پھل کھائیں صرف وہی جو اہل ثروت ہیں

(سب رنگ۔ پہلا رنگ)(۲۴)

اختر الایمان انسان کی بے بسی کا سبب شاید ان کا وقت کی بیکرانی کا تصور ہے۔ قراۃ العین حیدر کے یہاں بھی سلبیت کا یہ احساس ہمیں نظر آتا ہے کہ جب گوتم نیلمبر کی انگلیاں زخمی ہوتی ہیں اور چٹان اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے تو وہ اپنے آپ دریا کی موجوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ اختر الایمان انسان کی اس بے بسی کو طنز کا نشانہ بناتے ہیں بین سطور پر بات سامنے آتی ہے۔ کہ وہ ایسے انسان کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اسے آئینہ دکھاتے ہیں کہ اپنی بگڑی ہوئی صورت دیکھ کر شاید وہ خود پر غور کرنے اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرے۔

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حوالہ جات

۱۔ اخترالایمان،کلیات اختر،(پیش لفظ۔یادیں)ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۷

۲۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۸۸

۳۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۹۲

۴۔ اخترالایمان،کلیات اختر،(پیش لفظ۔یادیں)ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۱۱

۵۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص۔۳۶۷

۶۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۸۶

۷۔ برٹرینڈرسل،نظام معاشرہ اور تعلیم،مجلس ترقی ادب ، لاہور،۱۹۸۸ء،ص ۵۹

۸۔ ایس۔ڈی۔گوڈن،اصول تعلیم اور عملی تعلیم،نیشنل بک فاونڈیشن ، لاہور،۲۰۰۰ء،ص ۲۹

۹۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۴۳۸

۱۰۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۹۶

۱۱۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۶۲

۱۲۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۱۲

۱۳۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۸۰

۱۴۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۱۲۴

۱۵۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۱۲۵

۱۶۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۷۷

۱۷۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۳۳

۱۸۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۱۷۵

۱۹۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۱۹

۲۰۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۲۵

۲۱۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۳۷۹

۲۲۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۷۸

۲۳۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۴۶۲

۲۴۔ اخترالایمان،کلیات اختر،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ، نئی دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۱۱۰۔۱۱۱